مقولہ: "الشعر دیوان العرب" کی توضیح اور عہدِ اسلامی میں مصداقات کا جائزہ

Explanation of the phrase: "The poetry is the register of Arabs" and its applicationsin the Islamic era

ڈاکٹر شمس الحسین ظہیر [i] ساجدالرحمان [ii]

Abstract

The phrase: "poetry is the register or Arabs" was firstly said by honorable Ibn i Abbas (r.a), because, he used to deliver lectures about their poetry a day in a week that the pupil may learn the contextual and dictionary meaning of a word used in a sentence of a Quranic verse or a Hadith bytaking evidence for it from a poetical verse. This was because of revealing of Quran and Sunnah according to their daily use of dialogues.

This article interprets in a scholarly way the said phrase according to the explanation of Quranic scholars and offers its applications, particularly, in the Islamic era and several examples have also been given for more lighting the phrase.

***Key words**: Poetry, Register of Arabs, interpretation, Islamic era, applications*

یہ بات مسلم ہے کہ عرب کو ہر لفظ کے معنی کا صحیح علم حاصل نہیں ہوتا تھا، بلکہ جو اہلِ علم عربی زبان، اس کے نامانوس و فصیح اور شاذ الفاظ کے فہم و ادراک میں مہارت رکھتے تھے وہ بھی بہت سے الفاظ کے معانی سے ناواقف تھے۔ بہت سارے ایسے واقعات رونما ہوئی جن میں مسلمہ فصحائے عرب پر بعض الفاظ کے معانی پوشیدہ رہیں اور بغیر پوچھ کے سمجھ نہ آئی۔ اس کے لئے لغتِ عربی میں مہارت رکھنے والے اربابِ علم و فضل کی طرف رجوع کیا گیا تاکہ معنی مطلوبہ واضح اور متعین ہو اور کسی قسم کا اشکال و ابہام باقی نہ رہے۔

---

[i] اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

[ii] پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زائد اسلامک سنٹر، یونیورسٹی آف پشاور

سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاتزال الأمة على شريعةمالم يظهرفيهاثلاث؛ مالم يقبض منهما لعلم، ويكثر فيهما لخبث وتظهر فيهم السقارة......[1]

"امت شریعت پر قائم رہے گی جب تک ان میں تین چیزیں ظاہر نہ ہوں گی یعنی جب تک ان سے علم نہ اُٹھا لیا جائے، برائی کی کثرت نہ ہو اور سقارۃ ظاہر نہ ہوں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سقارۃ کیا ہے ؟آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو زمانہ کے آخر میں ظاہر ہوں گے، جب وہ آپس میں ملیں گے تو سلام دعا کی بجائے ایک دوسرے پر لعن طعن کریں گے۔

بے شک نبی کریم ﷺ کے اس کلام کے مخاطب خالص عرب تھے لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے لفظ سقارۃ کے معنی رسول اللہ ﷺ سے دریافت کئے۔

اس طرح ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

«إن من أحبكم إلي وأقربكم مني مجلسا يوم القيامة أحاسنكم أخلاقا، وإن أبغضكم إلي وأبعدكم مني مجلسا يوم القيامة الثرثارون والمتشدقون والمتفيهقون» ، قالوا: يا رسول الله، قد علمنا الثرثارون والمتشدقون فما المتفيهقون؟ قال: «المتكبرون»[2]

"تم میں سے میرے سب سے زیادہ پسندیدہ اور قیامت کے روز نشست کے اعتبار سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو سب سے اچھے اخلاق والے ہوں گے اور تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور نشست کے اعتبار سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو فضول بکواس اور بے سروپا باتیں کرنے والے اور متفیھقین ہوں گے، عرض کیا گیا کہ ہمیں ثرثارین اور متشدقین کے معنی تو معلوم ہیں لیکن متفیھقین کون لوگ ہوتے ہیں؟آپ ﷺ نے فرمایا: تکبر کرنے والے۔"

اس حدیث کے مخاطب بھی باوجودیکہ افصح عرب تھے لیکن لفظِ "متفقھین" کے معنی نہیں جانتے تھے اور نبی اکرم ﷺ سے پوچھ کر سیکھا۔

ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے دوران خطبہ انہوں نے باری تعالیٰ کے ارشاد" أو يأخذهم على تخوف"[3]میں تخوف کے معنی دریافت کئے، سب لوگ خاموش ہوگئے، لیکن قبیلہ ہذیل کے ایک بڑے میاں نے کھڑے ہو کر کہا: اس لغت کا تعلق ہماری زبان سے ہے اور اس کے معنی" تنقّص "کے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اس پر اکتفا نہیں کیا

اور فرمایا کیا عربوں کے کسی شعر میں اس کا استعمال موجود ہے ؟ کہا: جی ہاں ! ہمارے شاعر زہیر کا شعر ہے:

تخوف الرحل منهاتامکاقردا کماتخوفعودالنبعة السفن[4]

یہاں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو تخوف کے معنی شعر کہہ کر بتلائے گئے۔ معلوم ہوا کہ شعر کے ذریعے بھی بہت سے مشکلات القرآن کو حل کیا گیا ہے اور ایسے اشعار کے ذریعہ قرآن کے معانی متعین کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ :

"الشعر ديوان العرب، فإذا خفي علينا الحرف من القرآن الذي أنزل الله،رجعناإلى الشعرفالتمسامعرفة ذلک منه."[5]

" اشعار عربوں کا دیوان ہے اگر اللہ کے نازل کردہ قرآن میں کوئی لفظ ہم پر واضح نہیں ہوتا تو ہم اس کی واقفیت کے لئے اشعار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔"

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ قرآن کریم کے مشکل الفاظ کے معانی اشعار عرب سے کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اشعار عرب سے قرآن کے معانی اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ شعراء عرب چونکہ اپنے اشعار میں ایسے الفاظ استعمال کیا کرتے تھے جو زیادہ عام فہم نہیں ہوتے تھے اور قرآن کریم میں بھی چونکہ یہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں اس لئے ان کے معانی معلوم کرنے کے لئے اشعار عرب کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ المغنی میں فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ فِي إبَاحَةِ الشِّعْرِ خِلَافٌ، وَقَدْ قَالَهُ الصَّحَابَةُ وَالْعُلَمَاءُ، وَالْحَاجَةُ تَدْعُو إلَيْهِ لِمَعْرِفَةِ اللُّغَةِ وَالْعَرَبِيَّةِ، وَالِاسْتِشْهَادِ بِهِ فِي التَّفْسِيرِ، وَتَعَرُّفِ مَعَانِي كَلَامِ اللَّهِ تَعَالَى، وَكَلَامِ رَسُولِهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَيُسْتَدَلُّ بِهِ أَيْضًا عَلَى النَّسَبِ، وَالتَّارِيخِ، وَأَيَّامِ الْعَرَبِ. وَيُقَالُ: الشِّعْرُ دِيوَانُ الْعَرَبِ.[6]

"اور اشعار کے مباح ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ سادات صحابہ کرام اور علماء کرام نے بھی اشعار کہے ہیں اور اشعار کی ضرورت مختلف وجوہات کہ وجہ سے پیش آئی ہے جیسے لغت عربی کی معنوی تعین، تفسیری استشہاد، احادیث مبارکہ کے بعضدر الفاظ کے معانی کو سمجھنے اور تاریخ ونسب میں بھی استشہاد کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ: الشعر دیوان العرب۔"

البتہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"والشعراء يتبعهمالغاوون"[7]

"سرکش لوگ شعراء کی پیروی کرتے ہیں۔"

اور اسی طرح حدیث نبوی ﷺ میں بھی وارد ہے کہ:

"لأن يمتلئ جوف أحدكم قيحاًحتى يريه خير له من أن يمتلئ شعراً. "[8]

"تم میں سے کوئی اپنا پیٹ پیپ سے بھرلے یہ تمھارے لئے بہتر ہے اس سے کہ تم اپنا پیٹ شعر سے بھرو۔"

مندرجہ بالا ارشاداتِ گرامی میں ان شعراء کا ذکر ہے جو جھوٹ بولتے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت:

"ألم تر أنهم في كل وادٍ يهيمون. وأنهم يقولون ما لا يفعلون." [9]

بیان فرمائی ہے پھر مومنوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا اور فرمایا:

"إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وذكروا الله كثيراً."[10]

چونکہ اکثر شعراء کو اپنی برتری دکھانے کے لئے ضعفِ دینی کی وجہ سے جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں اور اپنی بول میں پاکدامن لوگوں پر تہمتیں باندھنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ ابتدائے اسلام میں نبی کریم ﷺ کی ہجو کرتے تھے اور اسلام میں عیوب نکالتے تھے البتہ ان سے ان شعراء کو مستثنیٰ قرار دیا گیا جو ایسی بیہودہ حرکات نہیں کرتے تب یہ آیت اُن کو شعر کہنے کی اجازت دیتی ہے[11]۔

سیدنا رسول اللہ ﷺ کعب بن زہیرؓ کا قصیدہ سنا کرتے اور سیدنا حسان بن ثابتؓ کا کلام بھی گوش گزار فرماتے۔ اور اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"إن من البيان لسحراً، وإن من الشعرلحكما."[12]

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بعض اشعار کو حکمت اور دانائی والی بات قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے اس سے وہ اشعار مراد ہیں جن کا مضمون درست ہو اور جس میں کوئی بیہودہ اور فحش کلام نہیں کہا گیا ہو۔

امام ثعلبی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بہت سے اقوال کا ذکر کیا گیا ہے جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اشعار کے ذریعہ قرآن کریم کی تفسیر کرنا جائز ہے اور اس کے بارے میں یہ قول ذکر فرمایا ہے:

"الشعر ديوان العرب فإذا خفي علينا الحرف من القرآن الذي أنزل الله رجعنا إلى الشعر فالتمسنا معرفة ذلك منه."[13]

"یعنی اشعار عربوں کا دیوان ہیں، اگر اللہ کے نازل کردہ قرآن میں کوئی لفظ ہم پر واضح نہیں ہوتا ہے تو اس کی واقفیت کے لئے اشعار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ لہٰذا جب ہم پر قرآن کا کوئی حرف مخفی ہو جو کہ اللہ نے لغت عرب میں نازل کیا ہو تو ہم عرب کے دیوان کی طرف رجوع کریں گے۔"

یعنی ابن عباسؓ نے کسی بھی لفظِ عربی کا معنی سمجھنے کے لئے معیار کلامِ شعری ہی کو قرار دیا۔

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی الصلت کے بارے میں فرمایا:

" أصدق بيت قاله الشاعر :ألا كل شيء ما خلا الله باطل "[14]

"سب سے سچا قول جو شاعر نے کہا ہے (یہ ہے): خبردار! اللہ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے۔"

نبی کریم ﷺ کے مندرجہ بالا بیان سے یہ بات عیاں ہوتا ہے کہ کسی بات کی صحت کا انحصار اشخاص پر من کل الوجوہ موقوف نہیں ہوتا بلکہ جس بھی شخص کی جو بات حق و سچ ہو تو لی جائے گی اور اگر غلط ہو تو اس سے انصراف کرنا تقاضائے عینِ حق ہوتا ہے۔ اور اِس قول کو علماءِ تفسیر نے اِسی تشریح کے ساتھ راہِ حق جان کر بیان فرمایا۔

ماوردیؒ نے امام شافعی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"وَالشِّعْرُكَلَامٌ فَحَسَنُهُ كَحَسَنِ الْكَلَامِ وَقَبِيحُهُ كَقَبِيحِهِ."[15]

"شعر بھی عام کلام کی طرح ہوتا ہے جس کا اچھا اچھا، اور بُرا بُرا ہوگا۔"

اور علامہ ابن العربی نفسِ مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"شعر اپنی ذات کے اعتبار سے قبیح نہیں ہوتا بلکہ اس میں ذکر ہونے والے مضمون کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کلام کا مضمون اچھا ہو وہ حسین کلام ہوتا ہے اور جس کلام کا مضمون بیہودہ ہو وہ بیہودہ کلام ہوتا ہے بالکل اسی طرح جس شعر کا مضمون اچھا ہو وہ اچھا شعر ہوتا ہے اور جس شعر کا مضمون فحش اور بیہودہ ہو وہ بیہودہ شعر ہوتا ہے، یعنی کوئی بھی شعر اس وجہ سے بیہودہ نہیں ہوتا کہ وہ شعر ہے بلکہ اس میں اعتبار مضمون کا ہوتا ہے۔"

یعنی کسی شعر کو اس کے اس کی دلالت کی وجہ سے اچھا یا بُرا کہا جاسکتا ہے اور اس کی حیثیت وہی ہوگی جو دوسرے اقوال کا ہوتا ہے۔ کسی بیان کی محض تقفیاتی ترتیب وترکیب سے اِس کی خوبی یا خامی نہیں پرکھی جاسکتی اور نہ ہی انفکاکی وانتشاری روپ اِس کی عیب جوئی کا راز ہوتا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی قولِ مذکورہ کا حوالہ دے کر اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے کہ:

"الذي يتحصل من كلام العلماء في حد الشعر الجائز أنه إذا لم يكثر منه في المسجد، وخلا عن هجو وعن الإغراق في المدح والكذب المحض والغزل الحرام، فإنه يكون جائزاً. ونقل ابن عبد البرّ الإجماع على جوازه إذا كان كذلك، واستدل بأحاديث وبما أنشد بحضرة النبي صلى الله عليه وسلم أو استنشده ولم ينكره. وقد جمع ابن سيد الناس مجلداً في أسماء من نقل عنه من الصحابة شيء من شعر متعلق بالنبي صلى الله عليه وسلم خاصة، وأخرج البخاري في الأدب المفرد عن عائشة رضي الله تعالى عنها أنها كانت تقول: الشعر منه حسن ومنه قبيح؛ خذ الحسن ودع القبيح."[16]

"اشعار کے بارے میں حضرات علماء کرام کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ وہ جائز اشعار جو کثرت سے مساجد میں نہ پڑھے جاتے ہوں (البتہ اگر کبھی کبھی مسجد میں پڑھ لئے جائیں تو جائز ہیں) اسی طرح ان میں نہ ہجو ہو اور مدح میں نہ بے جا مبالغہ ہو اور نہ اس کے ساتھ جھوٹ اور حرام مضمون پر مشتمل ہوں، اس طرح کے اشعار کے جواز پر علامہ ابن البر رحمہ اللہ نے اجماع نقل کیا ہے اور بطور استدلال احادیث پیش کی ہیں یا وہ اشعار جو رسول اللہ کے سامنے پڑھے گئے اور آپ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔ علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ ان صحابہ کرام کے نام جمع فرمائے جن سے ایسے شعر منقول ہیں جو نبی کریم ﷺ سے متعلق ہیں۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا ہے کہ بعض اشعار اچھے ہوتے ہیں اور بعض قبیح، لہٰذا ان میں سے اچھے اشعار لے لیا کرو اور قبیح کو چھوڑ دیا کرو۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا ماخذ سیدنا رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان معلوم ہوتا ہے جو امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے:

عن عمرو بن الشريد، عن أبيه، قال: ردفت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما، فقال: «هل معك من شعر أمية بن أبي الصلت شيء؟» قلت: نعم، قال: «هيه» فأنشدته بيتا، فقال: «هيه» ثم أنشدته بيتا، فقال: «هيه» حتى أنشدته مائة بيت [17]

"عمرو بن شرید اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمھیں امیہ بن ابی صلت کے اشعار میں سے کچھ یاد ہیں؟ میں نے عرض

کیا: جی ہاں، تو آپ نے فرمایا: سناؤ، میں نے ایک شعر سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور سناؤ، میں سناتا گیا یہاں تک کہ میں نے سو اشعار آپ ﷺ کو سنا دیے۔"

درجہ بالا بحث سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُن اشخاص کے شعری کلام کے سننے کو بُرا نہیں منایا جو فطرت کی صحیح ترجمانی کرنے والے تھے اور جن کے اشعار فحش گوئی، برہنگی، گالی گلوچ اور واہیات کا مصداق نہ تھے۔ یہی علتِ جواز امام قرطبیؒ نے بیان فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"وَإِنَّمَا اسْتَكْثَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من شعر أمية، لأنه كَانَ حَكِيمًا، أَلَا تَرَى قَوْلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: " وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ" فَأَمَّا مَا تَضَمَّنَ ذِكْرَ اللَّهِ وَحَمْدَ هُوَ الثَّنَاءَ عَلَيْهِ فَذَلِكَ مَنْدُوبٌ إِلَيْهِ."[18]

"یقیناً نبی کریم ﷺ، امیہ بن ابی صلت کے اشعار کثرت سے سنا کرتے تھے کیونکہ وہ حکیم تھا کیا تُو آپ ﷺ کے اِس قول کو نہیں دیکھتے کہ انہوں نے فرمایا: قریب تھا کہ امیہ بن ابی صلت اسلام قبول کر لیتا۔ پس جو اشعار اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حمد و ثنا پر مشتمل ہو تو اس کا سننا اور گنگنانا جائز ہے۔"

اس تفصیلی بیان کے بعد امام قرطبیؒ نے نمونہ کے طور پر بہت سارے ایسے اشعار ذکر کئے ہیں جو حدودِ شرعیہ کو توڑتی ہے اور نہ اصولِ شریعت سے روگردانی کی دعوت دیتی ہے۔

نتائج

اسلامی تعلیمات کا محلِ نظر صرف افعال کی تصحیح تک محدود نہ رہا بلکہ افعال کی طرح اقوال کی درستگی پر بھی توجہ دی اور کسی بات کی مخالفت کا معیار یہ نہیں ٹھہرایا کہ اس کا تعلق دورِ جاہلیت سے ہے تو یہ بات غلط ہو گی بلکہ ہر اس کلام کا ساتھ دیا جو حقانیت اور سچ پر مبنی تھا۔ اسی طرح اس کلامِ شعری کو جو اللہ تعالیٰ کی آخری نازل شدہ کتاب کی توضیح و تشریح کرتا ہو کو اپنانے سے منع نہیں فرمایا۔ لہٰذا جس طرح نثری لغت کے ذریعہ قرآن مجید کے معانی معلوم کئے جاتے ہیں اسی طرح عربی اشعار سے بھی قرآن کے بعض مشکل الفاظ کے معانی جلدی سمجھ آجاتی ہیں۔ نیز یہ بات بھی عیاں ہو گئی کہ مقولہ: "الشعر دیوان العرب" ایک لغوی قاعدے کی حیثیت رکھتی ہے جس پر دورِ اسلامی میں بہت توجہ دی گئی اور جب قرآن و حدیث کے کسی مشکل لفظ کے معانی متعین کرنے کی ضرورت پڑے تو اس کا سہارا لیا جا سکتا ہے جیسا کہ اس کے چند مصداقات مشت نمونہ خروار پیش کئے گئے۔

حواشی وحوالہ جات

1 ابو جعفر الطحاوی، شرح مشکل الآثار، ۲: ۳۷۶، موسستہ الرسالۃ، ط ۱۴۱۵، اھ

2 امام الترمذی، سنن الترمذی ۴: 370، ۱۳۹۵ھ، مصطفٰی البابی الحلبی، مصر

3 سورۃ النحل ۱۶: ۴۷

4 الزجاج، معانی القرآن ۳: ۲۰۲، عالم الکتب، بیروت، ط ۱، ۱۹۸۸ء ۱۱۱

5 تفسیر القرطبیؒ، دار الکتب المصریہ ۱۰: ۱۲۹، قاہرہ، ۱۳۸۴ھ

6 ابن قدامہ، المغنی ۱۰: ۱۵۸، مکتبہ القاہرۃ (س۔ن)

7 سورۃ الشعراء ۲۶: ۲۲۴

8 المغنی ۱۰: ۱۵۸

9 سورۃ الشعراء ۲۶: ۲۲۶

10 سورۃ الشعراء ۲۶: ۲۲۷

11 المغنی ۱۰: ۱۵۹

12 طبرانی، المعجم الاوسط ۷: ۳۴۱، دار الحرمین، قاہرہ (س۔ن)

13 ابو منصور الثالبی، اللطائف والظرائف: ۶۰، دار المناھل، بیروت،

14 امام بخاری، صحیح بخاری، تحقیق: محمد زہیر ۵: ۴۲، حدیث (۳۸۴۱)، ۱۴۲۲ھ

15 ماوردی، الحاوی الکبیر، تحقیق: علی محمد معوض ۱۷: ۲۰۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۹ھ

16 الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ ۲۶: ۱۱۴، دار السلاسل، کویت، ۱۴۲۷ھ

17 الامام مسلم، صحیح مسلم ۴: ۱۷۶۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت

18 الامام شمس الدین القرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن ۱۳: ۱۴۶، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، ۱۳۸۴ھ